

اکتوبر ۱۹۷۷ء

۲۵۳

مینجائیل نجیہ

جنابہ فرزانہ فیروز جلیب ایم۔ اے شعبہ عربی
مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

ایک ہمہ وصف ادیب جس کے نعروں میں عقلیت کا عنصر غالب ہے اور شعر میں فلسفہ کی آمیزش ہے۔ ۱۹۷۷ء میں اپنے وطن بسکنتا کو خیر باد کہا اور مدرسہ المعلمین الدرسیہ میں داخلہ لیا۔ مدرسہ والوں نے چار سال بعد اپنے خرچ پر اسے روس بھیج دیا جہاں وہ پانچ سال تک مصروف تعلیم رہا۔ ۱۹۱۱ء میں اس نے شمالی امریکہ کا رخ کیا اور واشنگٹن پہنچا۔ جہاں پہلے سے اس کے دو بھائی موجود تھے۔ ۱۹۱۶ء تک قانون اور ادب کی تعلیم میں مصروف رہا۔ وہاں اس کے تنقیدی مضامین بھی شائع ہوئے اور افسانے بھی۔ نسیب عوضہ نے اسے نیویارک آنے کی دعوت دی اور وہاں پہنچ کر اس نے وہاں کے ادیبوں اور شاعروں سے تعلقات پیدا کر لئے۔ ۱۹۱۸ء میں امریکہ کے محکمہ دفاع میں ملازمت کر لی اور فرانس کے معرکہ جنگ میں شریک ہوئے۔ لڑائی ختم ہوتے ہی ۱۹۱۹ء میں ملازمت سے استعفیٰ دیکر نیویارک واپس آگیا جہاں تیرہ سال قیام کیا اور اس مدت میں ادبی کام کرتے رہے۔ معمولی تنخواہ پر ایک دوکان میں ملازمت کر لی پھر جبران کی وفات کے بعد ان کا جی نہ لگا اور مضامین کے مسودے اور ضروری یادداشتیں ساتھ لیکر ۱۹۳۲ء میں لبنان واپس آ گئے۔ مینجائیل نجیہ کی تخلیقات اس کی گہری علمیت وسیع تجربے اور غیر معمولی قوت اخذ پر دلالت کرتی ہیں۔ نثر اور نظم دونوں میں طبع آزمائی کی ہے اور جو کچھ لکھا ہے۔ خوب لکھا ہے۔

نثری کارنامہ | اس کی ادبی زندگی کا آغاز ایسے ماحول میں ہوا جہاں اسے بآسانی ابتدائی سطح پر اخباری مضامین اور کچھ گمنام لکھنے والوں کے مقالات کے علاوہ اور کچھ میسر نہ تھا اس وقت بھی مضامین میں نفخہ ریکانہ کی گونج تھی جبران کے ادب کی شہرت شروع ہو رہی تھی۔ اس نے بھی خوش آگئیں مستقبل کی امید میں ادبی کام شروع کیا۔ انتظام و انصرام کی خداداد صلاحیت نے کہ پیدا ہوا تھا۔ علمی اور ادبی سوسائٹیوں کی انتظامی ذمہ داری نے اسے ہر حیثیت سے ممتاز بنا دیا۔

میخائیل کی تحریریں بلاغت کا صحیح مصداق ہیں ایک ادیب نے اس پر تبصرہ کہتے ہوئے لکھا ہے کہ ”اس کے لفظوں میں اعتدال ہے اور معنی میں گہرائی اور وسعت کی کوئی حد نہیں ہے جدید و قدیم ادب کی پیوند کاری میں وہ اپنی مثال آپ ہے۔ پرانے ڈھانچے میں نئی روح سمونے کا کام بہت کم لوگوں نے اس سے بہتر کیا ہے۔ زندگی اور ادب کے معیاروں کی تصحیح اس نے پوری طرح کی ہے۔ ادبی انقلاب اور عمرانی انقلاب کے دو اعلیٰ اور اسباب اس کی دو مایہ ناز کتاب الغریباں اور المفاخرہ سے ہم سمجھ سکتے ہیں جبران خلیل جبران اس کی اہم تصنیف ہے جس میں جبران کی شخصیت کو ان کے ادب فن اور فلسفہ کی تحلیل و تجزیہ کے بعد متعارف کرایا ہے اگر یہ کتاب نہ موقی تو جبران کے بہت سے مخفی خصائص ہمارے سامنے نہ آتے یہ کتاب صرف سوانح نہیں بلکہ اس کے زمانہ کی علمی اور ادبی تاریخ ہے۔ نثری کارنامہ کی فہرست میں اگر ان کتابوں کے علاوہ دوسری کتابیں نہ ہوتیں تو بھی اس کی شہرت کے لئے کافی تھیں۔ ڈراموں میں ”الاباء والبنون“ نے غیر فانی مقام حاصل کیا ہے۔ ۱۹۱۸ء میں یہ ڈرامہ پہلی بار نیویارک سے شائع ہوا اور ۱۹۲۲ء میں الغریباں کی اشاعت ہوئی۔ اس کی دوسری منظوم اور منشور کتابیں یہ ہیں۔

دیوان ہمس الجفوں، کان ماکان، المراحل، مزاکرات الارقش، زاد المعاد، البیاد، لقاء، الادثنان، فی مہیب الریح، صوت العالم، النور والادیجور، مراداد، دروب اور
ڈرامہ میں الفاظ و محاورات اور زبان کے استعمال میں افراد کا مقام اور مرتبہ کا خاص لحاظ کیا ہے۔ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے فصیح زبان میں مکالمہ اور جاہل و کم علم لوگوں کے لئے

عامی زبان کا استعمال ہوا ہے۔ ناولوں میں عاقر کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ سو سائٹی کا سچا نقشہ اس طرح کھینچا ہے جو بہت سی روایتی عادات و حرکات سے نفرت دلاتا ہے۔ شعری کارنلے | ۱۹۱۷ء سے ۱۹۳۰ء تک پانچ سال انگریزی اشعار کہے اور اپنے تاثرات کا اظہار کیا مگر اب اس کی علمی ترقی اور فکری گہرائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ اشعار کے ذریعہ تمام تاثرات اور حقائق کا اظہار مشکل نظر آ رہا تھا۔ شعری طاقت کی یہ کمی اس کے بہت سے خیالات اور تاثرات کو اس کے سینہ میں مقید رکھتی تھی۔ لہذا اس شعر کو چھوڑ کر نثر میں لکھنا شروع کیا۔ اس کا پہلا قصیدہ النہر المتجدد کے نام سے مشہور ہے روس میں قیام کے دوران اس نے روسی زبان میں یہ قصیدہ کہا تھا۔ نیویارک آکر عربی میں اس کا منظوم ترجمہ لکھا۔ دریائے سوکھ جلنے کی وجہ سے اس کی طبیعت میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہوئے اور وہ اس سے اس طرح ہم کلام ہوا۔

یا نہر ہل نفست میا ہک فانقطعت عن الحزیر ام ہل ہرت و خار عنماک فانقطعت عن السیر
یا نہر ذاق لبی اراہ کما اراک مکبلا ولا فرق الا انک سرت تنشط عن عقاک دہولا
داے وریا کیا تیرا پانی خشک ہو گیا جس سے صر صراہٹ منقطع ہو گئی۔ یا تو بوڑھا ہو گیا۔ اور
تیرا عزم کمزور ہو گیا جس کی وجہ سے تو نے بہنا بند کر دیا۔ لے دریا تمہاری طرح میرا دل بھی
پاؤں نہ بچ رہے فرق صرف اتنا ہے کہ تم کبھی اپنی رنجیروں سے چٹکارا حاصل کر لو گے مگر وہ
ایسا نہ کر سکے گا۔

الفاظ میں موسیقیت ہے۔ مروجہ اوزان اور بحر سے کلام آزاد ہے۔ شعر کو فلسفہ بنا کر بیان کرتا ہے اور اپنے مبہم تاثرات کو سوالیہ نشان بنا کر پیش کیا ہے۔ زبان سادہ اور صاف ہے اور ترکیب الفاظ تعقید سے خالی ہے۔ الفاظ سے مفہوم تک رسائی بلا کسی انتظار کے ہوتی ہے۔ اپنے نفس کو خطاب کہہ کے کہتا ہے۔

ہل من الأمواج جئت	(کیا تم موجوں سے نکلے ہوئے ہو)
ہل من البرق انفست	(یا بجلی سے کوندے ہو)
ام مع الرعد انخدرت	(یا گروہک سے پھسل گئے ہو)
ہل من النجم انتبخت	(یا صبح کی سفیدی چھوٹ پڑے ہو)

۲۵۶

(یا سورج کی بلندی سے اُگے ہو)
 (ارے تم نعموں کا تار تو نہیں ہو)
 (پھر تو تم فیض خداوندی ہو)

برہان دہلی
 ام من الشمس مہبط
 ہل من الالحان انت
 انت فیض من الہ

دوسری تخلیقاً | مینائیل خیمہ کے شذرات و امثال کو کتابی شکل میں بیروت سے شائع کیا گیا ہے
 اس میں اس کے ایسے افکار شامل ہیں جن کا بیشتر حصہ مہجر میں ہوا۔ چند افکار کا ترجمہ پیش ہے۔
 (۱) تم نے اپنی عمر خدا کے گھر کی خدمت میں صرف کر دی کب گھر کے خدا کی خدمت کرو گے؟
 (۲) کچھ لوگ بیڑیوں کی طرح ہیں۔ اس پر چڑھنے والے چڑھتے ہیں اور اترتے ہیں۔ لیکن
 وہ خود نہ چڑھتے ہیں نہ اترتے ہیں۔

(۳) غلام بادشاہ غلاموں کے ہی بادشاہ ہوتے ہیں۔
 (۴) شیر کی موت کے بعد بھی رعب ہوتا ہے اور کتا زندگی میں بھی اس سے خالی ہوتا ہے۔
 خیمہ کی دوسری کتابیں زیادہ تر لبنان میں لکھی گئیں مہجر امریکی سے ان کا تعلق نہیں ہے
 اس لئے ان کا تعارف و تبصرہ ہماری بحث سے خالی ہے۔

حرف آخر | ہم نے گزشتہ صفحات میں اس کی کوشش کی ہے کہ ادب مہجر کا ایک خاکہ
 اور جائزہ پیش کریں جو جدید عربی ادب میں ایک بڑا اور قیمتی اضافہ ہے۔ ہم نے مہاجرین کے
 ترک وطن و اس کے اسباب، جذبات اور ان کے تاثرات پیش کر کے یہ نتیجہ دینا چاہا ہے
 کہ وطن کی محبت ایک فطری اور ان مٹا جذبہ ہے جو خارجی و داخلی اثرات کو قبول نہیں
 کرتا، اس کے بعد ادب و شعر پھر اہم شعرا و ادباء کا تعارف اور ان کے ادب و شعر کے
 اثرات سے بحث کی ہے۔ اس کا دعویٰ بالکل نہیں ہے کہ اس کا پورا حق ادا کیا ہے مگر
 اس سے یقیناً یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ ہمارے عربی ادب کا یہ کتنا قیمتی ذخیرہ ہے
 جس کی جانب ہمیں توجہ مبذول کرنے کی از حد ضرورت ہے۔